زمزم

فضیلت، اہمیت اور فوائد

مولوی عظیم اللہ
متعلم دورہ حدیث، جامعہ

دنیا کے اندر پانی کی اور بھی بہت ساری اقسام ہیں، مگر باری تعالیٰ نے ان تمام پر ''زمزم'' کو ایسی فوقیت دی ہے اور ایسی برتری بخشی ہے جو کسی اور پانی کو نہیں بخشی۔ عام پانی کے پینے کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا ہے اور نہ کسی پانی کو برکت کی اُمید سے پیا جاتا ہے، مگر زمزم پینے کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور برکتوں کی اُمید سے پیا جاتا ہے۔ اسی طرح عام پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بارِ گراں سمجھتے ہیں، جبکہ زمزم کو عشق و وارفتگی کے ساتھ شہروں شہروں حجاج کرام اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور یہ درحقیقت سنتِ رسول ﷺ ہے کہ آپ ﷺ بھی یہ منتقل کرتے تھے۔ (۱) گویا حجاج اسے اپنے لیے بہترین تحفہ سمجھتے ہیں، اسی لیے اقبال مرحوم نے کہا تھا:

زائرینِ کعبہ سے اقبال یہ پوچھے کوئی
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں؟

زم زم کی تعریف و پس منظر

زمزم یہ اسم علم ہے اور یہ اس کنویں کے لیے بولا جاتا ہے جو مکہ مکرمہ میں مسجدِ حرام کے وسطی حصے میں واقع ہے۔ (۲)

لغوی اعتبار سے زم زم کے معنی ہیں: ''رُک جا، رُک جا'' اسی طرح بڑی مقدار کے پانی کو بھی زمزم کہا جاتا ہے۔ (۳) جبکہ حضرت قتیبہؒ کہتے ہیں کہ پانی کی آواز کو بھی زم زم کہتے ہیں۔ (۴)

''معجم البلدان'' اور ''لسان العرب'' وغیرہ میں اس کے اکیس نام اور بھی مذکور ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں: (۱) هزمة الملك (۲) هي سقيا الله لإسماعيل (۳) هزمة جبرئيل

(٤) الشباعة شراب الأبرار اور طيبة وغیرہ، (۵) جبکہ البحر العمیق میں ان اکیس ناموں کے علاوہ تیئیس اور بھی مذکور ہیں، جن میں سے چند یہ ہے: (١) طاهرة، (٢) زمازم، (٣) عاصمة، (٤) سالمة، (٥) صافية، (٦) ظاهرة، (٧) عافية اور مباركة وغیرہ۔

پس منظر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بمع اہل وعیال مکہ مکرمہ میں ہجرت کرنے سے قبل یہ جگہ (جہاں آبِ زم زم کا کنواں ہے) ایسی وادی تھی کہ چاروں طرف پہاڑوں کے سوا کچھ نہ تھا، مگر جب اللہ تعالیٰ نے اس جگہ اس سرزمین میں اپنے حرم اور مرکزِ عبادت ورشد وہدایت کے دوبارہ قیام کا ارادہ فرمایا تو حضرت خلیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے لختِ جگر اور اپنی زوجہ محترمہ کو لے کر اس وادیِ غیر ذی زرع کی طرف ہجرت کر جائیں، حکم کے امتثال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو افراد پر مشتمل اپنے خاندان کو لا بسایا اور ساتھ لایا ہوا توشہ اور اور حضرت ہاجرہ واسماعیل علیہما السلام کو چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے۔ جب زادِ سفر ختم ہوا تو ننھے اسماعیلؑ پیاس کی شدت سے تڑپنے لگے، ماں کی مامتا سے یہ منظر دیکھا نہ گیا اور پانی کی تلاش میں سرگرداں ہوگئیں، صفا کی بلندیوں پر چڑھیں، پانی نہ ملا، پھر اُتریں اور دوسری جانب کچھ اس انداز اور روش سے چلیں کہ مُنّا نظروں سے اوجھل نہ ہو، مروہ کی طرف چلتے ہوئے نشیب میں اسماعیل علیہ السلام آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو ہاجرہ علیہا السلام نے اس فاصلہ کو دوڑ کر طے کیا، کل کی وہ ہاجرہ کی دوڑ ہی آج کی سعی ہے۔ مروہ پر چڑھ کر بھی کہیں پانی نہ ملا، بے قراری کی اس حالت میں صفا مروہ پر سات مرتبہ چڑھنا اُترنا ہوا، ساتویں چڑھائی تھی کہ کچھ آواز سنائی دی، آہٹ پر جب نظر گئی، دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ موجود ہے، دوڑ کر آئیں تو جبرائیل امین علیہ السلام نے تسلی کے کلمات ارشاد فرمائے اور پھر اپنا ''پَر'' زمین پر مارا تو ایک چشمہ نمودار ہوا، ایک طرف جگر گوشے کی پیاس کی وجہ سے تڑپنے نے ممتا کا کلیجہ پھاڑ رکھا تھا اور دوسری طرف پانی ملنے کی خوشی نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو فرحت کے وہ فردوس دکھائے کہ بے جان پانی کو مخاطب کیا، گویا اماں بزبان حال کہہ رہی تھیں کہ ماں کی ممتا دیکھ کر تو اُبل بڑا، اتنا ترس کھایا، ...... حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے زم زم کہتے ہوئے باڑھ بنائی، پانی جمع کر کے مشکیزہ بھرا اور جی بھر کر اپنے لعل کو بھی پلایا اور خود بھی سیراب ہوئیں۔ (٦)

فضائل وفوائد

زمزم کا پانی ہمیشہ سے محترم ومقدس سمجھا جاتا رہا ہے، اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے زائرین نہ صرف اسے پیتے ہیں، بلکہ بطورِ تبرّک اپنے ساتھ لے کر بھی جاتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ: ’’أنّها کانت تحمل من ماء زمزم وتخبر أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کان یحمله.‘‘(۷) یعنی جب اماں عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ لوٹتی تھیں تو زمزم ساتھ لے جاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی زمزم ساتھ لے جاتے تھے۔

کعبہ شریفہ چونکہ اہلِ اسلام کا قبلہ ہے، اس لیے حج اور زیارت کے موقع پر یہ ان لوگوں کی ضیافت کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ اپنی روحانی برکتوں کے علاوہ آبِ زم زم دنیا کا بہترین پانی ہے جو بھوک اور پیاس میں یکساں مفید ہے، اور اس وادی غیر ذی زرع میں آ بسنے والے ان دو پاکیزہ نفوس کی جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے مہمان تھے اور زمزم کی نعمت غیر متوقع اور غیر مترقبہ مل گئی تھی، ان کی واحد کفیل تھی، یعنی پیاس میں زمزم سے سیرابی بھی اور بھوک میں زمزم ہی سے سیر شکمی ہوتی تھی۔

مسلم شریف میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمزم کا پانی کھانے کے قائم مقام ہے اور بیماری کی دوا ہے۔ (۸)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احمد بن حنبلؒ بیان کرتے ہیں کہ: زمزم کا پانی جس غرض سے پیا جائے مفید ہے۔ (۹) اور امام ابن ماجہؒ نے بھی یہ حدیث عبداللہ بن مؤملؒ کے حوالے سے ذکر کی ہے: ’’ماء زمزم لما شرب له.‘‘(۱۰)

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو کہا کہ جب تو زمزم کا پانی پیے تو کعبہ کی طرف رخ کرکے اللہ کا نام لے کر تین سانسوں میں خوب پیٹ بھر کر پی، بعد ازاں الحمد للہ کہہ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور منافقوں کے درمیان امتیازی شان یہ ہے کہ وہ پیٹ بھر کر آبِ زم زم نہیں پیتے۔ (۱۱)

سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ جب جناب عبدالمطلب نے زمزم کا کنواں کھودا تو اعلان کیا: ’’لا أحلها لمغتسل، وهي لشارب حلّ و بلّ‘‘ یعنی ’’یا اللہ! میں آبِ زم زم غسل کرنے والوں کے لیے حلال نہیں سمجھتا اور پینے والوں کے لیے مباح ہے۔‘‘(۱۲)

بیماری کے لیے زمزم کا استعمال

حجاج کرام اور معتمرین اسے اپنے ساتھ لاتے، محفوظ کرتے اور بیماریوں کے لیے استعمال کرتے ہیں، چنانچہ یہ عمل بھی پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

’’حملهٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم في الأوادي والقرب وکان یصبّ علی المرضٰی و یستقیم.‘‘(۱۳)

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے ساتھ مٹکوں میں لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مریضوں پر ڈالتے اور انہی کو پلاتے تھے۔‘‘

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

’’خير ماء على وجه الأرض ماء زمزم فيه طعام الطعم وشفاء السقم.‘‘(۱۴)

’’روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم ہے، اس میں غذائیت اور بیماری کی شفا ہے۔‘‘

ان روایتوں اور ان جیسی اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی دوائیوں سے جیسے علاج کرنا مباح اور جائز ہے، زمزم کے ذریعے بھی علاج کرنا صرف مباح نہیں، بلکہ مسنون بھی ہے۔

دنیوی مسائل کے لیے زمزم پینا

زمزم کی افادیت کو اجاگر کرتے ہوئے اپنے ایک اور ارشاد میں فرماتے ہیں:

’’مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ إِنْ شَرِبْتَهٗ تَسْتَشْفِيْ بِهٖ شَفَاكَ اللهُ ، وَإِنْ شَرِبْتَهٗ لِشِبَعِكَ اَشْبَعَكَ اللهُ بِهٖ ، وَإِنْ شَرِبْتَهٗ لِيَقْطَعَ ظَمَأَكَ قَطَعَهُ اللهُ ، وَهِيَ هَزَمَةُ جِبْرِيْلَ وَسُقْيَا اللهِ إِسْمَاعِيْلَ.‘‘(۱۵)

یعنی ’’زمزم ان تمام مقاصد کے لیے ہے جن کے لیے اسے پیا جاتا ہے، اگر تم اسے شفایابی کے لیے پیوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں شفا نصیب کریں گے، اگر اسے شکم سیری کے لیے پیوگے تو اللہ تعالیٰ شکم سیر کردیں گے، اگر اسے پیاس بجھانے کے لیے پیوگے، اللہ تعالیٰ دور کردیں گے۔ یہ کنواں حضرت جبریل علیہ السلام کا کھودا ہوا ہے، اور یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیرابی کا انتظام ہے۔‘‘

اس حدیث کی روشنی میں فقہاء نے وضاحت فرمائی ہے کہ دنیاوی یا اخروی مسائل کو حل کرنے کے لیے آبِ زم زم پینا مسنون ہے۔

شفاء الغرام میں امام تقی الدین فاسیؒ نے لکھا ہے کہ احمد بن عبداللہ شریفی نابینا ہوگئے تھے، انہوں نے ماءِ زمزم بینائی واپس آجانے کی نیت سے پیا، پس بفضل اللہ آپ کی بینائی لوٹ آئی۔(۱۶)

علامہ ذہبیؒ نے عبداللہ بن مسلم یا ان کے بیٹے احمد بن عبداللہؒ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کے ساتھ حج کے لیے میں گیا، اس جماعت میں ایک فالج زدہ آدمی تھا، میں نے ایک دن دیکھا کہ وہ صحیح سالم ہے اور طواف کررہا ہے اور اس پر فالج کے بالکل آثار نہیں ہیں، پوچھنے پر اس نے بتایا: میں بئر زمزم پر آیا اور زمزم لے کر اپنی دواۃ میں ڈالا اور اس دواۃ کی روشنائی سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے بعد سورۂ حشر کی آخری تین آیات لکھیں، اور پھر سورۂ اسراء کی آیت ’’وَلَئِنْ شِئْنَا

لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ''(۱۷) لکھی اور پھر میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے اللہ! آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''ماء زمزم لما شرب لہٗ'' اور یہ قرآن آپ کا کلام ہے، پس (اس کی برکت سے) عافیت کے ساتھ مجھے شفا عطا فرما دیجئے۔ اور پھر میں نے اسے آبِ زمزم کے ساتھ گھولا اور پی لیا، پس مجھے عافیت مل گئی اور فالج کے مرض سے بإذنِ اللہ نجات مل گئی۔ (۱۸)

ابن قیم رحمہ اللہ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مجھ پر ایسا وقت گزرا کہ میں مریض تھا، نہ طبیب میسر تھا اور نہ دوا موجود تھی، تو میں آبِ زم زم شفا کی نیت سے پیتا تھا اور ''إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ''(۱۹) پڑھتا تھا، پس مجھے مکمل شفا حاصل ہوگئی۔ (۲۰)

ان روایات، فقہاء اور ائمہ کے اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ زمزم دنیوی مسائل کے حل کے لیے بھی انتہائی مفید اور مسنون عمل ہے۔

اُخروی مسائل کے لیے زمزم کا پینا

بعض صحابہ کرامؓ اور حضرات ائمۂ اُمت سے اخروی مسائل میں آسانی کے لیے زمزم کا پینا ثابت ہے۔ الجوهر المنظم ص: ۶۲ پر ''فضل ماء زمزم'' کے تحت لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زمزم پیا اور یوں کہا: ''اللّٰهم أشربهٗ لظمأ یوم القیامة'' یعنی ''میں اسے قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کی نیت سے پی رہا ہوں۔''(۲۱)

اسی طرح عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے منقول ہے کہ وہ زمزم پیتے وقت یہ کہتے کہ: مجھے یہ حدیث ''ماء زمزم لما شرب لہٗ'' پہنچی ہے۔ اس پر اعتماد کرتے ہوئے اے اللہ! میں اُسے قیامت کی پیاس بجھانے کے لیے پی رہا ہوں۔ (۲۲)

معلوم ہوا زمزم اُمتِ محمدیہ کو خداوندِ قدوس کی طرف سے وہ نعمتِ عظمیٰ اور وہ گوہرِ نایاب دستیاب ہوا ہے کہ دنیوی اور اُخروی دونوں قسم کے مصائب اور مسائل سے نجات پانے کا نہایت ہی آسان اور سہل راستہ میسر ہوا ہے۔

زمزم پیتے وقت دعا کی قبولیت

دعا کی قبولیت بعض اوقات مکان کے ساتھ (۲۳) جبکہ بعض اوقات زمان کے ساتھ معلق ہوتی ہے، جیسے احادیث میں دو خطبوں کے درمیان (۲۴) اور بعض دوسری احادیث میں عصر اور مغرب کے درمیان کا ذکر ہے، (۲۵) جبکہ کچھ حدیثوں میں اذان (۲۶) اور اقامت کے درمیان دعا کی مقبولیت کا

ذکر بھی آتا ہے۔ (۲۷) اسی طرح زمزم پیتے وقت بھی اگر دعا کی جائے تو اسرع بالقبولیت ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب جب زمزم پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ’’اللّٰهم إني أسئلك علمًا نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاءً من كلّ داء.‘‘ (۲۸)

اسی طرح زمزمی نے ’’نشر الآس‘‘ میں ’’قرة العين‘‘ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لیے پیا کہ یا اللہ! مجھے أعلم العلماء بنادیجئے۔ امام صاحبؒ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ اپنے زمانے کے أعلم العلماء بن گئے، فقہ میں جوان کا مقام ہے وہ اہلِ علم واہلِ حق پر عیاں ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ: ’’الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة.‘‘ (۲۹) یعنی ’’لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔‘‘

اور اسی طرح کا واقعہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن خزیمہؒ سے پوچھا گیا: آپ کو کہاں سے (اتنا زیادہ) علم حاصل ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے زمزم اس نیت سے پیا کہ اے اللہ! مجھے علم نافع عطا فرمادیجئے۔ (۳۰)

زمزم تقویتِ قلب کے لیے پینا

زمزم کے اندر ذوالجلال نے یہ خاصیت بھی رکھی ہے کہ اس سے دل مضبوط ہوجاتا ہے اور دل کی گھبراہٹ ختم ہوجاتی ہے۔ علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں کہ: رسول کا سینہ چاک کرکے اسے زمزم سے اسی لیے دھویا گیا، تاکہ اس کے اندر آسمان وزمین کے ملکوت اور جنت وجہنم کے دیکھنے کی قوت پیدا ہوجائے۔

زمزم پینے کا طریقہ

زمزم پینے کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں قبلہ رو ہوکر پیا جائے اور خوب اچھی طرح سیراب ہوکر پیا جائے، جیسا کہ حضرت اب عباس رضی اللہ عنہما نے یہ طریقہ ایک شخص کو بتایا تھا: ’’إذا شربت من ماء زمزم، فاستقبل القبلة، واذكر اسم الله، وتنفس ثلاثًا، وتضلع منها، فإذا فرغت، فاحمد الله عز وجل.‘‘ (۳۱) اور زمزم سیراب ہوکر نہ پینے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ’’إن آية ما بيننا و بين المنافقين، إنهم لا يتضلعون من زمزم.‘‘ کہ: ’’ہمارے اور منافقوں کے بارے فرق یہ ہے کہ وہ زمزم پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔‘‘ (۳۲)

جہاں تک زمزم کھڑے ہوکر پینے کی بات ہے، جیسا کہ آج کل رواج ہوگیا ہے تو اس سلسلے میں فقہی تصریحات سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہوکر پینا مستحب نہیں ہے۔ البتہ عام پانی کی طرح اسے کھڑے کھڑے پینا مکروہ بھی نہیں ہے، بلکہ اسے کھڑے ہوکر پینا بلاکراہت جائز ہے، جیسے کہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

’’ولعل الأوجه عدم الكراهة إن لم نقل بالاستحباب لأن ماء زمزم شفاء وكذا فضل الوضوء.‘‘(۳۳)

خلاصۂ کلام

زمزم کوادب واحترام سے پیا جائے، اس کے اندر پوشیدہ برکات سے استفادہ کیا جائے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لیے ایک بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدردانی کرنا اوراس کی حرمت کو پیشِ نظر رکھنا ایمانی فریضہ ہے، اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ ان کاموں میں یہ پانی استعمال نہ کیا جائے جن سے اس کی توہین ہوتی ہے، مثلاً اس سے ناپاکی اور گندگی صاف کرنا یا اس سے استنجاء کرنا وغیرہ مکروہِ تحریمی ہے۔(۳۴)

یہ پانی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا قیمتی تحفہ ہے، ہمیں اس کے اندر ودیعت کردہ فوائد سے خود کو قیمتی بنانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس متبرک پانی سے خوب خوب سیراب ہونا نصیب فرمائے، آمین، ثم آمین۔

حوالہ جات

١: صحيح مسلم: ٤/ ١٩١٩، حديث:٢٤٧٣
٢: مشارق الأنوار على صحاح الآثار: ١/ ٣١٥
٣: مشارق الأنوار على صحاح الآثار: ١/ ٣١٥
٤: غريب الحديث لابن قتيبة: ٢/ ٥٠٢
٥: لسان العرب: ١٢/ ٢٧٥
٦: صحيح البخاري: ٤/ ١٤٢
٧: سنن الترمذي، ت: بشار: ٢/ ٢٨٧ حديث: ٩٦٣
٨: صحيح مسلم: ٤/ ١٩١٩، حديث:٢٤٧٣
٩: مسند أحمد مخرجا: ٢٣/ ١٤٠، حديث: ١٤٨٤٩
١٠: سنن ابن ماجة: ٢/ ١٠١٨، حديث: ٣٠٦٢
١١: المستدرك على الصحيحين للحاكم: ١/ ٦٤٥، حديث: ١٧٣٨
١٢: السيرة النبوية لابن كثير: ١/ ١٧٣
١٣: بيهقي، ج: ٥، ص: ٢٠٢
١٤: جمع الفوائد: ١٣٦٨١
١٥: دار قطني، ج: ٢، ص: ٢٨٩
١٦: شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام: ١/ ٣٣٨
١٧: سورة الاسراء، الآية: ٨٦
١٨: سير أعلام النبلاء، ج:١١، ص: ٢١٢
١٩: القرآن الكريم، سورة الفاتحة، الآية: ٥
٢٠: زاد المعاد في هدي خير العباد: ٤/ ١٦٤
٢١: الجوهر المنظم، ص: ٦٢
٢٢: البيهقي في شعب الإيمان، رقم الحديث: ٤١٢٨
٢٣: الحصن الحصين للجزري، ط: عراس، ص: ٦٨
٢٤: سنن أبي داود، ت: الأرنؤوط: ٢/ ٢٨٢، رقم الحديث: ١٠٤٩
٢٥: سنن الترمذي، ت: بشار: ١/ ٦١٩، رقم الحديث: ٤٩١
٢٦: سنن النسائي، رقم الحديث: ٦٦٩، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية بحلب، ج: ٢، ص:٢٦
٢٧: سنن الترمذي، ت: بشار، باب ماجاء في أن الدعاء لايرد بين الأذان والإقامة، رقم الحديث: ٢١٢، ج:١، ص: ٢٨٨
٢٨: الدارقطني في السنن الكبرى، ج: ٢، ص: ٢٨٨
٢٩: العبر في خبر من غبر: ١/ ١٦٤
٣٠: سير أعلام النبلاء، ط: الحديث: ١١/ ٢٢٨
٣١: مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ٩/ ٤٧
٣٢: سنن ابن ماجة: ٢/ ١٠١٧
٣٣: شامي، ج: ١، ص: ٨٨
٣٤: شامي، ج: ٢، ص: ٢٨٦